اسلامی تعلیم

بحوالہ(قرآن ،حدیث ،حضرت مسیحِ موعودؑ ،خلفاء اور بزرگانِ سلسلہ)

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارا دِین تم پر مکمل کر دیا ہے،اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اِسلام کو تمہارے لئے دِین کے طور پر پسند کرلیا ہے۔

(سورۃ المائدہ آیت 4)

قرآن پاک

اِسلام عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی اطاعت وفرمانبرداری کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مکمل فرمانبرداری اور ہر ایک کے ساتھ صلح ومحبت کا سلوک کرنا ،اِسلام کہلاتا ہے۔

اِسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اِسلامی شریعت جامع ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوسکتی ،اور اپنی اعلیٰ تعلیم کی وجہ سے انسان کی مکمل راہنمائی کرتا ہے۔ اِسلام وہ مذہب ہے جس میں انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک اِنسانی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس کے بارے میں مکمل ہدایت موجود نہ ہو۔جبکہ دیگر تعلیمات میں یہ خوبی نظر نہیں آتی۔

قرآن مجید نے بار بار اس امر کو واضح کیا ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی تعلیمات فطرتِ اِنسانی کے عین مطابق ہیں۔

اِسلام نے اس امر پر زور دیا ہے کہ جس مذہب کی جڑیں انسانی فطرت میں پیوست ہوں وہ زمان ومکان کی حدود سے بالا ہوتا ہے۔انسانی فطرت بنیادی طور پر کبھی تبدیل نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ جو مذہب فطرت کے مطابق ہوگا۔اس میں اصولاً یہ صلاحیت موجود ہوگی کہ وہ آفاقی مذہب بن سکے۔

حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کبیر، میں سورہ بقرہ (صفحہ 207) کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

,,اِسلام شروع سے ہی سب دُنیا کو دینِ توحید پر جمع کرنے کا مدعی ہے اور قومی عبادتوں کو مٹا کر ایک جامع جس میں سب انسان آجائیں بنانا چاہتا ہے۔پھر عبادت کس کی کرو۔ اس کے لئے اللہ کا لفظ نہیں استعمال کیا بلکہ رَب کا لفظ چنا ہے جس سے بہت سے معبودانِ باطلہ کا ردّ ہو گیا کیونکہ دُنیا میں بہت سے لوگ پتھروں سے شرک کرتے ہیں رَبّ کے لفظ سے اَیسے تمام وجودوں کو عبادت کی حد سے نکال دیا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 207)

اِسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور تمام گزشتہ انبیاء پر بھی ایمان لانے کی تعلیم دیتا ہے۔

سورۃ بقرہ کی آیت، **وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ** میں دوسری علامت متقیوں کی یہ بتائی کہ وہ ان وحیوں پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آنحضورﷺ سے پہلے نازل ہوچکی ہیں۔ اللہ اکبر۔ یہ قرآن کریم کا کیسا شاندار معجزہ ہے کہ ایک اُمّی جو اپنی زُبان میں بھی پڑھنا لکھنا نہیں جانتا تھا۔اور پھر عرب قوم کا فرد تھا جو تعصبِ قومی میں ساری دُنیا میں بڑھی ہوئی تھی قرآن کریم سے حکم پا کر اعلان کرتا ہے کہ اسی کلام پر ایمان لانے سے نجات نہیں حاصل ہوگی جو مجھ پر نازل ہوا ہے بلکہ اگر خدا تعالیٰ کی ہدایت کے مستحق بننا چاہتے ہو تو جو وحیاں مجھ سے پہلے نازل ہوچکی ہیں اُن پر بھی ایمان لاؤ۔ اسلام میں مذہب کے معاملہ میں جبر کرنا جائز نہیں۔

سورۃ الکہف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَقُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ۟ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ ۙ**

ترجمہ: اور کہہ دے حق وہی ہے جو تمہارے رب کی طرف سے ہو۔پس جو چاہے اس پر ایمان لے آئے اور جو چاہے سو اِنکار کر دے۔

(سورۃ الکہف آیت 30)

حضرتِ مصلح موعودؓ سورۃ البقرہ جلد۲ میں۔آیت 257 کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ اِسلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ جبر سے دین پھیلانے کی تعلیم دیتا ہے۔حالانکہ اِسلام اگر ایک طرف جہاد کے لئے مسلمانوں کو تیار کرتا ہے۔جیسا کہ اس سورۃ میں فرما چکا ہے کہ۔

قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ

یعنی تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔

(سورۃ البقرہ آیت 191)

تو دوسری طرف وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ: لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ترجمہ: دین میں کوئی جبر نہیں۔ (سورۃ البقرہ آیت 257)
یعنی جنگ کا جو حکم تمہیں دیا گیا ہے اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے جبر کرنا جائز ہو گیا ہے۔
بلکہ جنگ کا یہ حکم محض دُشمن کے شر سے بچنے اور اس کے مفاسد کو دور کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ اگر اسلام میں جبر جائز ہوتا تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ قرآنِ کریم ایک طرف تو مسلمانوں کو لڑائی کا حکم دیتا اور دوسری طرف اسی سورۃ میں یہ فرما دیتا کہ دین کے لئے جبر نہ کرو۔
کیا اس کا واضح الفاظ میں یہ مطلب نہیں کہ اسلام دین کے معاملہ میں دوسروں پر جبر کرنا کسی صورت میں بھی جائز قرار نہیں دیتا''۔
(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 585)
حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی وہ سب سے پہلا مذہب ہے جس نے دُنیا کے سامنے یہ تعلیم پیش کی کہ مذہب کے معاملہ میں ہر شخص کو آزادی حاصل ہے اور دِین کے بارہ میں کسی پر کوئی جبر نہیں۔

اِسلام کی بنیاد صرف قصّوں کہانیوں پر نہیں

اِسلام نے مذہب اور سائنس کے جھگڑے کو ایسے نبٹایا ہے کہ وہ انسانی عقل کو قوانینِ قدرت پر غور کرنے اور ان سے فائدہ اُٹھانے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ سورۃ بقرہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
,,اس آیت میں ایک اور زبردست ثبوت اسلام کی حقانیت کا نکلتا ہے، کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ اِسلام جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے، سائنس سے جو کہ خدا تعالیٰ کے فعل کی تشریح ہے کسی صورت میں بھی ٹکرا نہیں سکتا۔ کیونکہ سائنس کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ وہ خواصِ اشیاء معلوم کرے اور خواصِ اشیاء کے معلوم ہونے پر اِسلام کی صداقت ثابت ہو گی۔ جس سے اس آیت کی تصدیق ہو گی نہ کہ اِسلام کو کوئی نقصان پہنچے گا۔ پس سائنس کی ترقی پر جب دوسرے مذاہب کو فکر ہوتی ہے کہ ان کے مذہب کی تردید نہ ہو جائے۔ اور اِسلام کو خوشی ہوتی ہے کہ اس کی صداقت کا ایک اور ثبوت مہیا ہو گیا''۔ (جلد اوّل صفحہ 270)
خدا تعالیٰ کا اپنا وجود، اس کی صفات، فرشتے ان کے کام، دُعا، دُعاؤں کا اثر، عبادت، عبادت کی ضرورت، شریعت اور اس کا فائدہ جنت دوزخ، مرنے کے بعد کی زندگی، غرض اِسلام چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات پر بحث کرتا ہے اور اپنے ماننے والے کی پوری تسلّی کرواتا ہے۔ اِسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ ایک یقینی علم بخشتا ہے۔
جس سے انسانی عقل کو تسکین ملتی ہے، اور وہ دینِ اِسلام کی طرف بھاگتی ہے۔
اِسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ تمام معاشرتی برائیاں دُور کرنے کے لئے انتقام کا دروازہ کھول دیا جائے۔
اس سلسلے میں اِسلام کا پیغام یہ ہے کہ: وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ O ترجمہ: اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ البقرہ آیت 206)
اِسلام کے نزدیک آزادی کی عمارت۔ ''کچھ لو کچھ دو'' کے اصول پر استوار ہونی چاہئے۔ یعنی فرد معاشرہ کے لئے کچھ ذمّہ داریاں اُٹھائے اور معاشرہ فرد کو کچھ حقوق عطا کرے مگر آزادی کی آڑ میں دوسرے کے جان و مال کو لوٹنا، گالی گلوچ، دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کو بُرا بھلا کہنے کو آزادی کے نام پر بدنما داغ قرار دیتا ہے۔

اِسلام کی حقیقت

حضرت مسیح موعودؑ، اپنی تصنیف، اِسلامی اصول کی فلاسفی میں ''انسان کی تدریجی ترقی'' کے بیان میں فرماتے ہیں:
''میں جب خدا کے پاک کلام پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیونکر اُس نے اپنی تعلیموں میں اِنسان کو اس کی طبعی حالتوں کی اصلاح کے قواعد عطا فرما کر پھر آہستہ آہستہ اُوپر کی طرف کھینچا ہے اور اعلیٰ درجہ کی روحانی حالت تک پہنچانا چاہا ہے تو مجھے یہ پُر معرفت قاعدہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اوّل خدا نے یہ چاہا کہ وہ انسان کو نشست و برخاست اور کھانے پینے اور بات چیت اور تمام اقسام معاشرت کے طریق سکھلا کر اسے وحشیانہ طریقوں سے نجات دیوے اور حیوانات کی مشابہت سے تمیز کلّی بخش کر ایک ادنیٰ درجہ کی حالت جس کو ادب اور شائستگی کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں سکھلا دے۔ پھر انسان کی نیچرل عادات کو جن کو دوسرے لفظوں میں اخلاقِ رذیلہ کہہ سکتے ہیں، اعتدال پر لاوے تا وہ اعتدال پا کر اخلاقِ فاضلہ کے رنگ میں آ جائیں''۔ (اِسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 11)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تصنیف ,اسلامی اصول کی فلاسفی, میں اِسلام کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ,,۔اِسلام ہی ہے جس میں خدا بندے کے قریب ہو کر اس سے باتیں کرتا اور اس کے اندر بولتا ہے۔ وہ اس کے دل میں اپنا تخت بناتا اور اس کے اندر سے اسے آسمان کی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کو وہ سب نعمتیں عطا فرماتا ہے جو پہلوں کو دی گئی ہیں۔ (اِسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 142)

اِسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔

اِسلام یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس دُنیا کا پیدا کرنے والا ایک زندہ اور قادرِ مطلق خدا ہے۔ وہ کسی زمانہ میں بھی اپنے نیک بندوں کا ہاتھ چھوڑ کر پیچھے نہیں ہٹتا۔
اور وہ موجودہ زمانے میں بھی اسی طرح ظاہر ہوتا ہے جس طرح پہلے زمانہ میں۔ اِسلام اَپنے تمام مسائل اور احکامات کو زبردستی نہیں منواتا بلکہ ہر امر کیلئے دلیل دیتا ہے۔
مگر خدا کو پانے کے لئے اور اس تک پہنچنے اس کو پہچاننے اور اس کو حاصل کرنے کا اسلام کے ہاں ایک واضع رستہ موجود ہے جسے دُعا کا نام دیا گیا۔
گویا دُعا اِسلام میں خدا شناسی کا ایک زبردست ذریعہ ہے۔
دُعا اِسلام کا خاص امتیاز اور فخر ہے۔ دُعا ہی ایک ایسی چیز ہے جس پر مسلمانوں کو فخر کرنا چاہئے۔ دوسری قوموں کو دُعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ فخر اور ناز صرف اور صرف اِسلام ہی کو ہے۔

اسلام کا پیغمبر ﷺ

جس طرح کہ ہمیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں مخلوق کی بھلائی کے لئے ایک لاکھ چودہ ہزار نبی بھیجے ہیں۔ اِسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ انبیاء کے اس سلسلے کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہیں، جو تمام دُنیا کے لئے ہادی اور راہبر، اور رحمت بن کر آئے ہیں۔ یہ وہ پیغمبر ہیں جن کی آمد کی پیش گوئیاں پہلی تمام الہامی کتابوں اور آسمانی صحیفوں میں موجود ہیں۔
جن کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:
اے محمد ﷺ اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان نہ بناتا۔ آپؐ دینِ اسلام کے پیغمبر ہیں اور آپ خاتم النبیّن ہیں۔ (فوائد المجموعہ مصنفہ علامہ شوکانی صفحہ ۱۱۶)
آپؐ کے قائم کردہ مذہب ''اِسلام'' میں پچھلے تمام مذاہب کی تعلیمات شامل ہیں، آپ پر اللہ تعالیٰ نے اسلامی شریعت اُتارنے کے بعد اگلی اور پچھلی تمام شریعتوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔
پہلی تمام شریعتیں خاص قوموں کے لئے ہوا کرتی تھیں۔ مگر اسلامی شریعت جو حضرت محمد ﷺ پر اُتاری گئی اُسے تمام دُنیا کے لئے بھیجا گیا۔
اِسلام کی آمد سے عرب کی تاریخ میں ایک بالکل نئے باب کا آغاز ہوا حضرت محمد ﷺ کی آواز نے عرب کی سوئی ہوئی طاقتوں کو بیدار کر دیا اور اُس وقت سے عرب کی تاریخ میں بھی ایک انقلابی صورت پیدا ہو گئی۔
حضرت محمد ﷺ سے پہلے کوئی شخص بھی نہیں تھا جس نے ساری دُنیا کو خطاب کیا ہو۔ اور قرآن سے پہلے کوئی کتاب نہ تھی جس نے ساری دُنیا کو مخاطب کرنے کا دعویٰ کیا ہو۔
حضرت محمد ﷺ ہی تھے جنھوں نے ساری دُنیا کو مخاطب کر کے کہا۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا

ترجمہ: اے لوگوں میں تُم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (سورۃ الاعراف اٰیت 159)
خدا تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا نشان اور اِسلام کی صداقت کا ایک ثبوت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے حالات جتنے ظاہر ہیں اور کسی نبی کے حالات اتنے ظاہر نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس تفصیل کے نتیجہ میں حضرت محمد ﷺ پر جتنے اعتراض ہوئے وہ کسی اور نبی پر نہیں ہوئے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان اعتراضوں کے حل ہو جانے کے بعد جس شرح صدر سے اور جس اخلاص سے ایک انسان محمد ﷺ کی ذات سے محبت کر سکتا ہے وہ کسی اور انسان کی ذات سے اتنی محبت کر ہی نہیں کر سکتا۔ حضرت محمد ﷺ کی پاک زندگی کی سب سے بڑی گواہ آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ ہیں باوجود بہت اس کے کہ آپ نے حضور ﷺ کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزارا لیکن پھر بھی اُن پر یہ فلسفہ روشن تھا۔ کسی کے سوال پوچھنے پر حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ: **کَانَ خُلُقُهٗ کُلُّهُ الْقُرْاٰن** (بخاری)
''یعنی آپؐ کے اخلاق کا کیا پوچھتے ہو جو کچھ آپ کہا کرتے تھے اُنہی باتوں کا قرآنِ کریم میں حکم ہے''۔ (دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 105)

اِسلام کے پیغمبر کا سب سے بڑا معجزہ، قرآن

مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق قرآن شریف کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف خدا کا کلام ہے۔ جو محمد ﷺ پر بصورتِ وحی تیئس سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔

قرآن کی شریعت کس کے لئے ہے؟

قرآن ایک مکمل شریعت دیتا ہے۔ اِسلامی شریعت محض مسلمانوں کے لئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے ہدایت ہے۔ قرآن مجید کے سوا کسی نبی کی تعلیم سب قوموں کے لئے نہیں تھی۔ قرآن کا آنا اس لئے ضروری تھا کیونکہ وہ اختلافات جو دوسری وقتی تعلیموں کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے وہ مٹائے جاسکیں۔ اگر قرآن نہ آتا تو دُنیا پر یہ بھی ثابت نہ ہوتا کہ دُنیا کا پیدا کرنے والا ایک خدا ہے۔

اور نہ یہ ثابت ہوتا کہ دُنیا ایک خاص مقصد کو مدِّ نظر رکھ کر پیدا کی گئی ہے۔ اور چونکہ کلام بھی خدا نے نازل کیا اور دُنیا بھی خدا نے بنائی ہے، اس لئے اس کے فعل اور قول میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔

اصل میں اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھنے کے لئے اس کے فعل کو اور اس کے فعل کو سمجھنے کے لئے اس کے کلام کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اِسلام اِنسان کے جذبات کو کچلتا نہیں بلکہ صحیح راہنمائی کرتا ہے۔

نہ وہ انسان کے جذبات کو مار کر یا کچل کر اسے پابندیوں میں جکڑتا ہے اور نہ ہی انسانی جذبات اور خواہشات کو ایسے بے لگام چھوڑتا ہے کہ وہ حیوانیت کی سطح تک جا پہنچے۔

بلکہ وہ انسانی خواہشات اور جذبات کو مناسب پابندیوں کے ساتھ اعلیٰ اخلاق میں بدل دیتا ہے۔

اِسلام انسانی خواہشات کی ایسی تکمیل کی حوصلہ شکنی کرتا ہے جس کا آخری نتیجہ یہ نکلتا ہو کہ امن اور سکون کے بجائے پورا معاشرہ دُکھ اور تکلیف میں مبتلا ہو جائے۔

مثلاً اِسلام کہتا ہے کہ دُنیا کی ہر نعمت اور لذت حاصل کرو مگر مناسب مقدار میں، دُنیا کی لذتوں اور آسائشوں کی چاہت کرو۔

مگر انتہائی مناسب طریق سے۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام ,,دُنیا میں زندگی کے مدّعا کیا ہیں اور ان کا حصول کس طرح ہوتا ہے,, کے جواب میں فرماتے ہیں:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ○

ترجمہ: اور میں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا ہے مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔ (سورۃ الذّٰریٰت :57)

پس اس آیت کی روح سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا کی عبادت خدا کی معرفت اور خدا کے لئے ہو جانا ہے۔

اِسلام نے عبادات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا ہے۔

خاص عبادت اور عام عبادت

''عام عبادت کا تعلق عمومی طور پر حقوق العباد سے ہے۔ اس لحاظ سے انسان جو کام بھی خواہ ذاتی ہو یا اجتماعی، مگر خدا کی خاطر اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرے۔ اور وہ خدمتِ انسانیت سے متعلق ہو۔ اسلامی نظریئہ کے مطابق وہ عبادت ہے۔ اور اُس پر ثواب اور نیک جزا کا وعدہ دیا گیا ہے مگر اسی مرکزی نقطۂ کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنے، اسے اپنی عادت بنا لینے سے اور عبادت کے بنیادی مقاصد کو صحیح معنوں میں حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خاص عبادت کا بھی حکم دیا ہے۔ یہ خاص عبادت حقوق اللہ کہلاتی ہے''۔

یہ عبادت پانچ حصوں پر مشتمل ہے (فقہ احمدیہ صفحہ 11)

ارکانِ اسلام

کلمہ ۔۔۔۔۔ مذہب اِسلام کا نعرہ ۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہے اسکے علاوہ کوئی اور نہیں یہی وہ ہستی ہے جس کی عبادت کی جانی چاہئے ۔ اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی اور پیغمبر ہیں۔

گویا مذہب اِسلام کے دائرہ میں شامل ہونے سے پہلے اس بات کی گواہی دینا ہوتی ہے کہ اللہ ایک ہے، وہی اس کائنات کا خالق و مالک ہے، یعنی خُدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کرے، اور اس بات کا یقین کرے کہ صرف اس کا ایک ہی معبود ہے۔ اور ہر قسم کی عبادت کا حق صرف اور صرف خُدا تعالیٰ کی ذات کو ہے اس کے ساتھ ہی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور اس اقرار کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی زندگی کو رسولِ کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریق پر استوار کریں۔

نماز (فقہ احمدیہ)

نماز اِسلام کا دوسرا رُکن ہے۔ اسے دینِ اِسلام کا ستون قرار دیا گیا ہے۔

نماز ہر قسم کی برائیوں، بے حیائیوں، لغو باتوں اور ناپسندیدہ حرکات سے روکتی ہے اور انسان کو پاک بنا کر اسے خُدا تعالیٰ کا پسندیدہ بندہ بنا دیتی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے: **اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنُ** کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز مومن کی روح کی غذا ہے اور جنت کی کلید ہے۔ اس کا پڑھنا ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے۔

° جس نے نماز باقاعدگی سے پڑھی اُس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اُسے ترک کیا اُس نے اسے گرایا۔ اِسلام اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے: ترجمہ: رحمان خدا کے سچے بندے وہ ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے اور اس کو قائم کرتے ہیں،،

(سورۃ المومنون آیت 10 اور 11)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ: **اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ** ط

ترجمہ: یقیناً نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔ (سورۃ العنکبوت آیت 46)

اِسلام میں عبادت کا تعلق صرف جسم سے ہی نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق روح سے ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں جو شخص غمگین صورت بنالیتا ہے یا غمگین لوگوں میں بیٹھتا ہے تھوڑی دیر کے بعد اس کا دل بھی غم سے بھر آتا ہے۔

نماز میں انسان کو خُدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہوتا ہے۔ اسلام نے نماز میں چند باتیں اور حرکات شامل کی ہیں، جس سے وہ ظاہری اور باطنی طور پر ادب کا اظہار کرتا ہے تا کہ جس سے اس کی روح کی انکساری اور عاجزی ظاہر ہو۔

نماز اس لئے مقرر کی گئی ہے کہ یہ انسانوں کو ہر قسم کے نقصان سے بچاتی اور بدیوں سے روکتی ہے۔ گویا اِسلام یہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ اَے انسان تو نماز پڑھ، اس لئے نہیں کہ تیرا خدا چاہتا ہے کہ دس پندرہ منٹ کے لئے اٹھک بیٹھک کر لے بلکہ اس لئے کہ یہ تمہاری اصلاح کا موجب ہے یہ بدیوں کو مٹانے والی چیز ہے۔

بعض لوگ نماز پڑھنے کے باوجود برائیاں کرتے ہیں۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر نماز پڑھتے ہیں۔ جبکہ ان کی نماز کا تعلق روح سے نہیں ہوتا۔

قبلہ کی حکمت

نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کے یہ معنے نہیں کہ مسلمان نعوذ باللہ اس عمارت کی پرستش کرتے ہیں اور اُسے پوجتے ہیں۔ مسلمان تو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔

''دراصل کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ نماز ایک مخصوص اجتماعی عبادت ہے جس میں یک جہتی اور اتحادِ عمل کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے تا کہ سب کی توجہ ایک طرف رہے اس لئے عام حالات میں نماز پڑھنے کے وقت اس مقام کو سمت اور قبلہ مقرر کیا گیا جسے توحید الٰہی کے لئے پہلا اور اصلی مرکز ہونے کا شرف حاصل ہوا''۔

(فقہ احمدیہ صفحہ 69-70)

روزہ

اسلامی عبادات کا تیسرا رُکن روزہ ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں نفس کی تہذیب اس کی اصلاح اور قوت برداشت کی تربیت مدِ نظر ہوتی ہے۔

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا ذکر قدیم سے قدیم مذاہب میں بھی ملتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

ترجمہ: اے مسلمانو تم پر روزہ رکھنا اس طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تُم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔

(سورۃ البقرہ آیت 184)

روزہ اصلاحِ نفس کا ذریعہ ہے کیونکہ جہاں انسان خدا کی خاطر لذّات کو ترک کر دیتا ہے وہاں اسے اپنے نفس کو زیادہ سے زیادہ اور ہر قسم کی ناپا کی اور حرام چیزوں سے پرہیز کرنے کی کوشش کا سبق ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے ایک مہینہ ایسا مقرر کیا ہے جسے ,,ماہ رمضان,کا نام دیا گیا ہے۔

ماہِ رمضان کو اللہ تعالیٰ نے ایک اہم اور بابرکت مہینہ قرار دیا ہے۔ قرآنِ کریم کا آغاز بھی اسی مہینہ سے ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی

ترجمہ: خُدا تعالیٰ نے قُرآن کریم میں فرمایا,,رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پراُتارا گیا۔ (سورہ بقرہ: آیت 186)

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:

,,اس بابرکت مہینہ میں جنّت کے دروازے کُھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں''۔ (بخاری کتاب الصوم صفحہ ۲۵۵)

''رمضان کے روزے ہر عاقل بالغ تندرست مقیم مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ مسافر اور بیمار کو یہ رعایت ہے کہ وہ دوسرے دنوں میں ان روزوں کو پورا کرلیں۔ ایسے کمزور اور ناتواں لوگ جن کو بعد میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ملے۔ ایسے معذور حسبِ توفیق روزوں کے بدلے میں فدیہ ادا کریں''۔ (فقہ احمدیہ صفحہ 273)

رمضان کی اصل غرض یہ ہے کہ انسان خُدا تعالیٰ کے لئے ہر ایک چیز چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے اس کا بھوکا رہنا علامت اور نشان ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ اپنے ہر حق کو خُدا کی خاطر چھوڑنے کے لئے تیار ہے۔

روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بے ہودہ اور فُحش بات سے رُکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔

روزے انسان کو محنت کش بناتے ہیں کیونکہ انسان جب تک محنت کش نہ ہو کسی کام کے قابل نہیں ہوسکتا۔

روزے انسان کو اس کے دوسرے بھائی کی فاقہ کشی اور غربت کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ کوئی تکلیف اچھی طرح سمجھ نہیں آتی جب تک انسان خود اس میں سے نہ گزرے۔

زکوٰۃ

اِسلام کے مسلمانوں پر نافذ شدہ فرائض میں سے ایک فرض کا نام زکوٰۃ ہے۔

''اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے اموال کو خرچ کرنا جہاں ایک بہت بڑی نیکی ہے بھلائی اور ملک کی خوشحالی کی ایک یقینی ضمانت ہے وہاں یہ ایک مالی عبادت بھی ہے''۔ (فقہ احمدیہ صفحہ 349)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں زکوٰۃ کے متعلق فرماتا ہے۔: وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ م یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰهُ ط

ترجمہ: ''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ وہ نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ ضرور ان پر رحم کرے گا''۔ (سورۃ التوبہ آیت: 71)

اِسلام نے روپیہ کمانا منع نہیں کیا ہاں مگر روپیہ کو بند رکھنا اور خرچ نہ کرنا ناجائز قرار دیا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنی آئندہ ضروریات کے لئے کچھ روپیہ جمع کرتا ہے اور پڑے پڑے اس پر سال گزر جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ (فقہ احمدیہ:358)

اِسلام کا مسلمانوں پر احسان ہے اُس نے ان کا رزق پاک کرنے کا انتظام زکوٰۃ کے زریعہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَ تُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ط

ترجمہ: تو ان کے مالوں میں سے صدقہ لے تا کہ تُو انھیں پاک کرے اور ان کی ترقی کے سامان مہیّا کرے۔ (سورۃ التوبہ:103)

اِسلام نے ایک خاص رقم مقرر کر دی تا کہ اس کے دینے میں سستی نہ ہو۔ اور زیادہ دینے والوں کے لئے صدقات کا راستہ کھلا رکھ دیا۔

مقرر حصے کا نام زکوۃ رکھ دیا باقی کا نام صدقہ جس میں کوئی روک نہیں ہے۔ اسلام سستی اور غفلت کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن ہر زمانے میں معذور اور ضرورت مند لوگ ہوتے ہیں۔

اِسلام نے مشکل میں گھرے لوگوں کے لئے ایک مستقل نظام قائم کر دیا کیونکہ اِسلام چھوٹی سی چھوٹی بات کا بھی خیال رکھتا ہے۔

حج (فقہ احمدیہ)

,, حج ,, اسلامی فرائض کا پانچواں رُکن ہے۔

خانہ کعبہ جسے بیت اللہ بھی کہتے ہیں، اس کی زیارت کی نیت سے ایک خاص اسلامی مہینے میں مکّہ جانا اور اس سلسلے میں دین مناسک ادا کرنے کا نام حج ہے۔

اس سلسلے میں قرآن پاک کا بیان کچھ یوں ہے کہ،

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۝ فِيۡهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ ج وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط

ترجمہ: ''یعنی سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے فائدے کے لئے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکّہ میں ہے۔ وہ تمام جہانوں کے لئے برکت والا مقام اور موجبِ ہدایت ہے۔ اس میں کئی روشن نشانات ہیں وہ ابراہیم کی قیام گاہ ہے جو اس میں داخل ہو وہ امن میں آجاتا ہے''۔ (سورۃ الِ عمران: آیت 97:98)

''یہی وہ پہلا گھر ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔ اسی کا نام۔ بیت اللہ۔ بیت العتیق، بیت المعمور اور کعبہ ہے۔ تمام دُنیا کے مسلمان اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں،،۔ (فقہ احمدیہ صفحہ 319)

ایک خاص مقام کا مقرر کرنا اسلام کی وحدت کے لئے ضروری تھا۔ اسلام کے تمام فرقے بغیر کسی فرق کے حج کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔

مکہ دُنیا میں سب سے پہلا مقام ہے، جس کو خدائے تعالیٰ نے سب سے پہلے عبادت کے لئے مقرر کیا اور بعد میں بڑے بڑے انبیاء اور صلحاء کا اس کے ساتھ تعلق ہمیشہ رہا ہے حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت بھی اس کے قریب ہوئی۔ پس یہ مقام اپنے اندر خصوصیات رکھتا ہے اور خاص برکات وہاں نازل ہوتی ہیں پس ایک مقام مقرر کرنا تھا تو ضروری تھا کہ وہی مقام مقرر کیا جاتا جو سب سے بہتر ہوتا۔ تا کہ روحانی، سیاسی، تمدنی تمام قسم کے فوائد اس ایک جگہ کے اجتماع سے حاصل ہو جاتے۔ پس مکہ کو اسلام کا مرکز مقرر کرنا اور اس میں صاحبِ حیثیت لوگوں پر کم سے کم ایک دفعہ جانا فرض کر دینا ایک رسم نہیں بلکہ اپنے اندر روحانی سیاسی، تمدنی تمام قسم کے فوائد رکھتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اِسلام کی حیات کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اِسلام اس بات کو جائز نہیں سمجھتا کے لوگ کسی جگہ اکٹھے ہوں اور خدا تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے۔ پس ان مقامات کی برکات کے لئے وہاں انسان جاتے ہیں اور وہاں خُدا تعالیٰ کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے ہیں اور اس مقام پر جہاں نبیوں نے اپنی اطاعت کا اقرار کیا تھا اس بات کا عہد کرتا ہے کہ جس طرح بچہ ایک نئی زندگی شروع کرتا ہے میں بھی آج سے خُدا کی اطاعت میں ایک نئی زندگی شروع کروں گا۔

عام عبادت یعنی حقوق العباد

اِسلام چونکہ فطرت کا مذہب ہے، اسلئے اس دین نے سب سے زیادہ بنی نوع انسان کی بھلائی کی طرف توجہ دلائی ہے۔

بلکہ انسان اور انسانیت کی خدمت کو عبادت قرار دیا ہے۔ بندوں کا حق کیا ہے اور اسے کیسے پورا کیا جا سکتا ہے۔

معاشرتی ماحول

قرآنِ کریم نے معاشرتی نظام کے دوقسم کے ماحول کا ذکر کیا ہے۔

اوّل: ایسا ماحول اور فضا جس میں بدی کو کُھل کھیلنے (نشوونما) کی پوری آزادی ہو۔

ایسا ماحول جس میں بُرائی کی نشونما کو سختی سے روکا جائے۔ (اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل: صفحہ 70)

اسلامی معاشرہ کے بنیادی اصول

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء آیت 37 میں فرماتا ہے:

وَ ا عْبُدُوااللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّا حِبِ بِا لْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ (سورۃ النساء آیت 37)

قرآن ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ خود ظلم سہو۔ کیونکہ اسلام صرف اپنے نفس کے حقوق ادا کرنے کی بات ہی نہیں کرتا بلکہ وہ بنی نوع اِنسان کی ہمدردی میں ہر معاملے میں اور ہر چیز سے انصاف کی تاکید کرتا ہے۔

اِسلام میں کسی بھی رنگ و نسل، مذہب، مسلک، جنس، طبقہ، عمر کے درمیان انصاف کا معاملہ بالکل صاف اور واضع ہے۔ گویا معاشرے کے ہر شخص کے لیئے بلا امتیاز قانون ایک جیسا ہے۔

اسلام کی خوبیاں

اِسلام کی آمد سب دُنیا کے لئے رحمت بنی

اِسلام سے پہلے عرب سمیت دوسری تمام دُنیا کی اخلاقی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔ مگر عرب اس پسماندگی میں سب سے نمبر لے گیا تھا۔ کیونکہ یہاں علم کی کمی حد سے زیادہ تھی، اور ویسے بھی تمام خطّہ کسی ایک حکومت کے ذیل میں نہیں تھا۔ اس لئے کوئی اخلاقی اور قانونی ضابطہ نافذ نہیں تھا۔

انسانوں کی غلامی۔۔ قبائل کی آپس میں برس ہا برس کی جنگیں.... شرک کی انتہا.... عورتوں اور بچیوں کا حد سے بڑھا ہوا استحصال،.... بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا.... اس قوم کی خاص اور بھیانک خاصیت تھی۔

لٰهذا ایسی قوم پر اللہ تعالیٰ نے اِسلام جیسا، خوبصورت، فطرت کے انتہائی قریب، مساوات، برابری اور زندگی کی لطافتوں سے بھرپور دین اُتار کر نہ صرف عرب قوم پر بلکہ کرّہ ارض پر رہنے والی تمام مخلوق پر عظیم احسان کر دیا۔

آنحضورﷺ فرماتے ہیں: میں آخری نبی ہوں (میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو میرے دورِ نبوت کو منسوخ کردے) اور میری یہ مسجد آخری مسجد ہے (جس کے بعد کوئی ایسی عبادت گاہ نہیں ہوسکتی جو میری مسجد کو منسوخ کر کے نیا طریقِ عبادت جاری کردے۔) (سیرت خاتم النبیّن۔ از حضرت مرزا بشیر الدین۔ صفحہ ۷۹۶)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اِسلام نے عام اِنسان کی زندگی کیسے بدلی اور اِسلامی شریعت نے دُنیا کی اخلاقی اور معاشرتی حالت پر کیا اثر ڈالا۔

اسلامی تعلیمات

اللہ تعالیٰ نے دینِ اِسلام کو اپنی مخلوق کی بہتری کے لئے دُنیا میں اُتارا، اپنے پیغمبر اور پاک کتاب کے ذریعے تمام شریعت مکمل سکھائی، مگر قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہر فرد کے ذاتی فیصلے پر رکھ دیا۔

اِسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ جبر وتشدّد کے نتیجے میں سچّا ایمان پیدا نہیں ہوسکتا ہے۔

اچھائی اور بُرائی، نیکی اور بدی کی تمام گر ہیں کھول کر بیان کر دی گئیں، اب جس نے سیدھا رستہ لینا ہے وہ دینِ اِسلام کو قبول کرے اور اُس کے دکھائے ہوئے صراطِ مستقیم پر چلے۔ مگر جسے یہ دین قبول کرنے کی توفیق نہیں اُس کا اپنا انتخاب ہوگا۔مگر دینِ اِسلام کے ماننے والوں کو اس بات کی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ کسی فردِ واحد کو زبردستی اِسلام کے رستے پر لانے کی کوشش کرے۔

اسلامی مساوات

اِسلام میں سب چھوٹے بڑے ہر جہت سے برابر ہیں اور اسلام کسی صورت میں کسی شخص کے امتیاز یا بڑائی کو تسلیم نہیں کرتا۔اور تمام امتیازات مٹا کر ہر شخص کو ہر لحاظ سے ایک لیول پر کھڑا کرنا چاہتا ہے وہاں ایک دوسرے طبقہ نے اِسلام میں بھی اسی رنگ کے ناگوار طبقے بنا رکھے ہیں۔جو اکثر دوسری قوموں میں پائے جاتے ہیں۔اور ان طبقات کے علیحدہ علیحدہ حقوق قرار دے گئے ہیں۔

اِسلام میں قطعاً کوئی درجے یا طبقے نہیں پائے جاتے بلکہ پوری پوری مساوات ہے۔لیکن دوسری طرف اگر کوئی شخص کسی جائز وجہ سے کوئی دینی یا دُنیوی ترقی اور بڑائی حاصل کر لیتا ہے تو حقوق کے معاملہ کو الگ رکھتے ہوئے جس میں بہر حال سب برابر ہیں اِسلام عام تعلقات میں ایسے شخص کی حاصل شدہ بڑائی اور ترقی کو تسلیم کرتا ہے اور اُسے اُس کے جائز مرتبہ سے گرا کر ظلم اور حق تلفی کے طریق کو اختیار نہیں کرتا۔ (سیرہ خاتم النبین، مرزا بشیر احمدؓ ،صفحہ ۶۸۴)

اللہ تعالیٰ سورۃ الحجرات آیت نمبر 11 میں آتا ہے۔**اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ**

ترجمہ:''سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ

ترجمہ: اَے لوگوں جو ایمان لائے ہو(تُم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ (سورۃ الحجرات آیت نمبر12)

حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضور ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ بھی ایک تھا۔پس سُن لو کہ عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کالے لوگوں کو گوروں پر کوئی فضیلت ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل)

,,اِسلام نے دولت کی تقسیم میں بھی مساوات کو پیشِ نظر رکھا ہے۔اِسلام میں دولت کی تقسیم کے چار اصول تسلیم کئے گئے ہیں۔

اوّل: تقسیمِ ورثہ اور نظامِ زکٰوۃ کے قیام، سود اور جوئے کی حرمت کے ذریعے ملکی دولت کو چند ہاتھوں میں جمع ہونے سے بچایا جائے۔

دوئم: مگر دولت پیدا کرنے کے انفرادی حق کو قائم رکھا جائے۔

سوئم: جو لوگ باوجود ان زرائع کے کسی خاص معذوری کی وجہ سے اپنی ضروریات کا سامان بھی نہ پیدا کرسکیں، اُن کا انتظام حکومت کرے۔

چہارم: اگر خاص ہنگامی حالت میں جبکہ خوراک کی خطرناک قلّت پیدا ہو جائے تو تمام انفرادی ذخیروں کو جمع کر کے ایک مرکزی ذخیرہ قائم کر دیا جائے۔

اِسلام میں ہر فرد کا ایک انفرادی حق اور حیثیت ہے۔ہر شخص کے ذمّے اُس کی حیثیت اور توفیق کے مطابق کچھ ذمّے داریاں ہیں۔اور ذمّے داریوں کے علاوہ ہر شخص پر معاشرے کے فرد کی حیثیت کے لحاظ سے فرائض بھی ہیں۔

بچے سے لے کر ماں تک، مزدور سے لے کر جاگیر دار تک، غلام سے لے کر آقا تک اور، دوسری طرف اَزْدواجی ماحول پر نظر ڈالیں تو ہر شخص کے ایک دوسرے پر کچھ فرائض اور حقوق ہیں۔

ایک موقعہ پر آنحضور ﷺ نے فرمایا، تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہیں۔پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے (عیال) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ماں باپ پر فرض ہے کہ وہ بچے کی ضروریات پوری کریں، اُن کی عزت اور احترام کریں تربیت کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھیں۔اور وہیں

دوسری طرف اولاد کو یہ نصیحت ہے کہ ماں باپ کا اَدب کرو، خدمت کرو، یہاں تک اِسلام نے ماں کے قدموں تلے جنت قرار دی۔

جہاں عورت کو خاوند کی مکمل فرمانبرداری کا حکم دیا، وہاں مردوں کو یہ نصیحت کی کہ تُم میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اَخلاق میں سب سے اچھا ہے، اور تُم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اَپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہے۔

طلاق کو جائز تو کہا ہے، مگر اسے ناپسندیدہ فعل قرار دیا ہے، گویا اِسلام کا زیادہ زور صلح جوئی اور امن پر ہے۔

مزدور کو یہ ہدایت ہے کہ اپنے مالک کا کام ایمانداری اور محنت سے کرے، اور مالک کو یہ سختی سے تاکید ہے کہ، مزدور کی مزدوری اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو۔

احترامِ آدمیت اس طرح سکھاتا ہے کہ

ایک پڑوسی پر دوسرے پڑوسی کا حق ایسے فائق کرتا ہے کہ بانیٔ اِسلام حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ

''جبریل ہمیشہ مجھے پڑوسی سے حسنِ سلوک کی تاکید کرتا آرہا ہے۔ یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں وہ اسے وارث ہی نہ بنادے''۔

(بخاری کتاب الادب۔ حدیقۃ الصالحین)

اِسلام اپنے پرائے، عزیز رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور محبت اور رواداری کا وہ درس دیتا ہے جس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ بیٹی جو اس وقت عرب کی سب سے منحوس مخلوق تصور کی جاتی تھی کہ متعلق بانیٔ اِسلام حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں:

''جو مسلمان اپنی بیٹی کی پرورش اچھے رنگ میں کرے گا اور اسے تعلیم دلوائے گا اُسے جنت نصیب ہوگی''۔ اور یتیم کی پرورش اور کفالت پر اتنا زور دیا کہ آپ کا فرمان ہے کہ:

''یتیم کی پرورش اور حفاظت کرنے والا مسلمان جنت میں اس طرح ہونگے جس طرح کہ میری یہ دو اُنگلیاں''

اِسلام کی تعلیم ہر قسم کے طبقے، عمر، ذات، رنگ، نسل کے اختلافات کو چھوڑ کر ہر کسی کو ایک جیسے حقوق دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ النحل آیت 37 میں اور پھر سورۃ فاطر آیت 25 میں فرماتا ہے۔

وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَافِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ ہَدَی اللّٰہُ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡہِ الضَّلٰلَۃُ ؕ

ترجمہ: یعنی ہم نے ہر قوم میں اپنا رسول بھیج کر لوگوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ صرف خُدا کی پرستش کرو اور شیطانی رستوں کے قریب نہ جاؤ۔ لیکن افسوس کہ بعض نے ہماری نصیحت کو نہ مانا اور بعض نے گمراہی کا رستہ اختیار کرلیا۔ مگر ہم نے اپنی طرف سے سب کے ساتھ ایک سا سلوک کیا۔ (سورۃ النحل آیت 37)

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ؕ وَ اِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ ○

ترجمہ: ''کیونکہ دُنیا کی ایک قوم بھی ایسی نہیں جس کی طرف ہم نے کوئی نصیحت کرنے والا بھیج کر اس کے لئے ہدایت کا سامان نہ پیدا کیا ہو'' (سورۃ فاطر آیت 25)

اس آیتِ کریمہ کے تحت ایک مسلمان کے لئے دُنیا کی ہر قوم کا مذہبی بانی ایک مقدس ہستی بن جاتا ہے اور وہ اس بات پر مجبور ہوجاتا ہے کہ ہر قوم کے مذہبی پیشوا کو خدا کے نبی اور رسول کی حیثیت میں قبول کرے۔

میانہ روی

خُدا تعالیٰ نے اپنی کتاب قُرآن حکیم میں مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی ہر لحاظ سے ایک کامیاب زندگی گزارنے کی ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

وَ لَا تَجۡعَلۡ یَدَکَ مَغۡلُوۡلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَ لَا تَبۡسُطۡہَا کُلَّ الۡبَسۡطِ فَتَقۡعُدَ مَلُوۡمًا مَّحۡسُوۡرًا ○ (بنی اسرائیل آیت:30)

ترجمہ: اور تو نہ (کنجوسی سے) اپنے ہاتھوں کو اپنی گردن میں ڈال اور نہ ہی انہیں (فضول خرچی کرتے ہوئے) بالکل کھول دے ورنہ (دونوں صورتوں میں) تُو ذلیل اور حسرت زدہ بن جائے گا۔

یعنی روزمرّہ کے ہر کام میں انسان کو افراط اور تفریط کا شکار ہونے کی بجائے درمیانی راہ نکالنی چاہئے۔ قرآن کریم میں مومنوں کی ایک عادت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ

وَ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ یُسۡرِفُوۡا وَ لَمۡ یَقۡتُرُوۡا وَ کَانَ بَیۡنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ○ (الفرقان آیت:68)

ترجمہ: اور وہ (اللہ کے بندے) ایسے ہوتے ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں فضول خرچی سے کام نہیں لیتے اور نہ ہی کنجوسی کرتے ہیں بلکہ وہ ان دونوں کے درمیان رہتے ہیں (یعنی

میانہ روی) اختیار کرتے ہیں۔
اسلام نے زندگی گزارنے کے ہر معاملہ میں میانہ روی کی تلقین کی ہے۔ چاہے خوشی کا موقعہ ہو یا غمی کا، چاہے کھانا کھانے کی بات ہو یا سونے کی ہر معاملہ میں میانہ روی کا درس دیا ہے اس بارے میں حدیث نبوی ہے:
تین (افعال) اخلاق ایمان کے لئے ضروری ہیں اوّل یہ کہ جب کسی مومن کو غصّہ آئے تو وہ غصّہ جھوٹ اور گناہ کی طرف نہ لے جائے اور جب وہ خوش ہو تو اس کی خوشی اسے حق سے دور نہ لے جائے اور جب اسے حکومت اور طاقت ملے تو وہ اپنے حق سے زیادہ پر قابض نہ ہو۔
(المعجم الصغیر للطبرانی باب من اسمہ احمد)

میانہ روی کی تعلیم صرف اخراجات کے دوران ہی نہیں بلکہ زندگی کے ہر پہلو میں خواہ وہ عبادت سے تعلق رکھتا ہو۔ خواہ تعلیم کے میدان میں یا کسی اور میدان میں میانہ روی پر عمل کرنے سے انسان دُنیا اور آخرت میں ہر دولحاظ سے سرخرو ہوتا ہے۔ یعنی سچے اور پختہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کسی بھی حالت میں ہو تو اپنے آپ کو قابو میں رکھتے ہوئے خالصتاً اسلامی تعلیم کے مطابق چلے تو اسی میں کامیابی ہے۔

حوالہ جات

قُرآنِ کریم — حدیقۃ الصالحین
فقہ احمدیہ — اسلامی اصول کی فلاسفی
دیباچہ تفسیر القُرآن
سیرت خاتم النّبیین، مرزا بشیر احمدؓ
(بخاری کتاب الادب۔ حدیقۃ الصالحین)
اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل (حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ)
استفادہ اسلام میں روحانیت (سر ظفر اللہ خاں صاحب)